Maarif

Article On

Hazrat
Shah Muhammad Ghawth
Gwaliori

Maulana Muhammad Yusuf Sahab

Page no 405-419

Dec-1993

دسمبر ۱۹۹۳ء

معارف

مجلس دار المصنفین کا ماہوار علمی رسالہ

مرتبہ

ضیاء الدین اصلاحی

دار المصنفین شبلی اکیڈمی اعظم گڈھ

معارف کا زرتعاون

ہندوستان میں سالانہ ساٹھ روپیے فی شمارہ پانچ روپیے

پاکستان میں سالانہ ایک سو پچاس روپیے

دیگر ممالک میں سالانہ ہوائی ڈاک پندرہ پونڈ یا چوبیس ڈالر

بحری ڈاک پانچ پونڈ یا آٹھ ڈالر

پاکستان میں ترسیل زر کا پتہ :۔ حافظ محمد یحییٰ شیرستان بلڈنگ

بالمقابل ایس ایم کالج۔ اسٹریچن روڈ۔ کراچی

- سالانہ چندہ کی رقم منی آرڈر یا بینک ڈرافٹ کے ذریعہ بھیجیں، بینک ڈرافٹ درج ذیل نام سے بنوائیں:

DARUL MUSANNEFIN SHIBLI ACADEMY AZAMGARH

- رسالہ ہر ماہ کی ۱۵ تاریخ کو شائع ہوتا ہے، اگر کسی مہینہ کے آخر تک رسالہ نہ پہونچے تو اس کی اطلاع اگلے ماہ کے پہلے ہفتہ کے اندر دفتر معارف میں ضرور پہونچ جانی چاہیے، اس کے بعد رسالہ بھیجنا ممکن نہ ہوگا۔

- خط و کتابت کرتے وقت رسالے کے لفافے کے اوپر درج خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

- معارف کی ایجنسی کم از کم پانچ پرچوں کی خریداری پر دی جائے گی۔
کمیشن ۲۵٪ ہوگا ——— رقم پیشگی آنی چاہیے۔

جلد ۱۵۲ ماہ جمادی الاخریٰ ۱۴۱۴ھ مطابق ماہ دسمبر ۱۹۹۳ء عدد ۶

مضامین

شذرات — ضیاء الدین اصلاحی — ۴۰۲ - ۴۰۴

مقالات

شیخ محمد غوث گوالیاریؒ — مولانا محمد یوسف متالا — ۴۰۵ - ۴۱۹
بال کامب ہال لندن۔

بریلی کے اہم اخبارات — ڈاکٹر سید لطیف حسین ادیب — ۴۲۰ - ۴۳۹
پھول والان، بریلی۔

استاذ الاساتذہ ملا عبد السلام اعظمی دیویؒ — ڈاکٹر مسعود انور علوی کاکوروی — ۴۴۰ - ۴۵۳
ریڈر شعبۂ عربی علی گڑھ مسلم یونیورسٹی
علی گڑھ۔

ہندوستان کی فارسی شاعری میں آزادی کے بعد توصیفِ دیوتاں — ڈاکٹر سید یحییٰ نشیط — ۴۵۴ - ۴۶۶
دارود

اخبارِ علمیہ — ع۔ ص۔ — ۴۶۷ - ۴۷۰

معارف کی ڈاک

(۱) جناب شیخ نذیر حسین صاحب، مدیر اردو دائرہ معارف اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی، لاہور۔ — ۴۷۱

(۲) ڈاکٹر ظفر الاسلام اصلاحی، شعبۂ علوم اسلامیہ علیگڑھ مسلم — ۴۷۲ - ۴۷۶

(۳) جناب ا، و شاکرہ صاحبہ وجیانگر کالونی حیدرآباد — ۴۷۶

مطبوعاتِ جدیدہ — ع۔ ص۔ — ۴۷۷ - ۴۸۰

مقالات

شیخ محمد غوث گوالیاری

از مولانا یوسف متالا۔ لندن

"مولانا یوسف متالا صاحب دارالمصنفین اور معارف کے بڑے قدرداں ہیں وہ گجرات کے علماء و مشائخ اور ادباء و شعراء پر ایک کتاب لکھ رہے ہیں جس کے کچھ حصے انھوں نے ازراہ عنایت معارف کے لیے بھیج دیے ہیں اس سلسلے کے بعض مضامین پہلے چھپے تھے اور بعض آئندہ بھی شایع ہوں گے، زیر نظر مقالہ کی ترتیب کچھ بدل دی گئی ہے اور بعض جگہ حوالوں کی تصحیح بھی کی گئی ہے ممکن ہے اب بھی بعض حوالوں کی تصحیح رہ گئی ہو۔ "ض"

شیخ محمد بن خطیرالدین بن عبداللطیف بن معین الدین بن خطیر الدین بن ابو زید بن شیخ فریدالدین عطار شطاری گوالیاری مشہور بہ شیخ محمد غوث[1] کی عمر جب بارہ سال کی ہوئی تو طلب خدا میں سرگرداں پھرتے ہوئے جونپور تشریف لائے اور قاضی صدر جہاں کے مکان پر قیام کیا قیام کے دوران تحصیل علم میں مصروف رہے، کافیہ وغیرہ تک عبور حاصل کیا پھر اسی کو کافی سمجھ کر علم باطنی کی تلاش میں مصروف ہو گئے، شیخ ابوالفتح ہدایت اللہ سرمست کی خدمت میں فیض روحانی حاصل کیا پھر ان ہی کی ہدایت پر حاجی حمیدالدین حضور کی خدمت میں گئے موصوف نے انہیں سلسلۂ شطاریہ میں بیعت فرمایا، ان کے ساتھ ان کے برادر بزرگ شیخ

---

[1] نزہۃ الخواطر ج ۴ ص ۲۹۳۔

پھول[1] (م ۹۴۵ھ) بھی تھے، حاجی حمید الدین حضور نے ان دونوں بھائیوں کو اپنی فرزندی میں لیا اور تعلیم و تلقین کے بعد شیخ کو اپنے ہمراہ لے کر صوبہ بہار کی طرف روانہ ہوگئے اور شیخ محمد غوث کو مزید فیضان کے لیے کوہستان چنار میں ریاضت کے لیے چھوڑ دیا، شیخ محمد غوث تیرہ[13] سال چند ہیئے عبادت و ریاضت میں رہے، درختوں کے پتے کھا کر یاد الٰہی کی (منتخب التواریخ ج ۳ ص ۴) اس کے بعد جب حاجی حمید الدین حضور واپس ہوئے تو مرید کو باھراد پایا، اسی عرصہ میں اپنی مشہور تصنیف "جواہر خمسہ" لکھی، حاجی حمید الدین حضور نے تمام منازل سلوک طے کرائے اور خرقہ خلافت عطا کیا۔

مولانا محمد حسن غوثی نے گلزار ابرار میں لکھا ہے کہ حضرت شاہ محمد غوث روحانیت کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے انھوں نے جس کو قبول کر لیا اس کے سر کی اور دل کی آنکھوں کو مشاہدہ اور معائنہ کا نور حاصل ہو گیا اور اس میں حقیقت بینی کی قوت آگئی[2]، صاحب خزینۃ الاصفیا لکھتے ہیں کہ وہ چودہ سلسلہائے تصوف کے مقتدا تھے (ج ۲ ص ۳۳۳ مطبع ثمر ہند لکھنؤ ۱۸۷۳ء)۔

شاہ محمد غوث گوالیاری نے اپنے شیخ طریقت حاجی حمید الدین حضور[3]

---

[1] معارف: مقالہ نگار نے یہاں شاہ محمد غوث کے برادر بزرگ کا نام پھول لکھا ہے اور آگے چل کر بہلول لکھا ہے، ان کا ماخذ غالباً پروفیسر محمد مسعود احمد حیدرآباد سندھ کا وہ مقالہ ہے جو معارف جولائی تا ستمبر ۱۹۶۲ء میں شایع ہوا ہے ان میں بھی ان کا نام شیخ پھول ہی لکھا ہے لیکن ان کے مراجع منتخب التواریخ بدایونی (ج ۳ ص ۴) اور خزینۃ الاصفیا، مفتی غلام سرور (ج ۲ ص ۴۲۳) میں بہلول لکھا ہے اس لیے پھول یقیناً غلط ہے اور غالباً یہ کاتب کی غلطی ہوگی، تعجب ہے کہ فاضل مقالہ نگار نے اس کی تصحیح کیوں نہیں کی [2] اذکار ابرار ص ۲۰۹ [3]

(بقیہ حاشیہ ص ۴۰۷ پر)

(متوفی ۹۳۰ھ/۱۵۲۴ء) سے مستقل قیام کے لیے استفسار کیا تو موصوف نے فرمایا، کُل جہاں تمہارا ہے جہاں مزاج چاہے رہو، اس میں تم کو اختیار دیا گیا ہے لیکن چونکہ زمانۂ ریاضت ہی میں قلعۂ گوالیار میں قیام کا اشارہ ہو گیا تھا اس لیے وہ گوالیار تشریف لائے اور یہاں رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری کیا صاحب مناقب غوثیہ لکھتے ہیں:

"الغرض جب حضرت غوث اللہ …… رخصت ہو کر گوالیار پہونچے اور وہاں اقامت کی تو بانگ درویشی و صدائے عظمت و ولایت موروثی عالم میں پھیلی، عالم

(بقیہ ص ۴۰۶ حاشیہ) یہ شاہ قاذن مرتاضن کے مرید تھے جن کے پیر و مرشد شیخ عبداللہ شطاری تھے انھوں نے خوب سیاحت کی اپنے ساتھ صراحی کے برابر ایک لوٹا رکھتے تھے ہاتھ میں عصا کندھے پر جانماز ڈال کر پھرتے تھے اور جسمانی اعتبار سے بہت کمزور تھے شیخ محمد جی کا لقب غوث تھا اپنے بھائیوں کے ساتھ مل کر آپ سے بیعت ہوئے کہتے ہیں کہ جب شیخ محمد غوث بیعت ہونے کیلیے آئے تو یہ اٹھ کر ان سے بغلگیر ہوئے اور فرمایا غوث! آجاؤ۔ جب حاضرین نے دریافت کیا کہ بغیر کسی کمال کے آپ نے انہیں غوث کیوں کہا تو جواب میں فرمایا اس میں کیا حرج ہے، باپ اپنے بیٹے کا نام شاہ عالم رکھتا ہے وہ حقیقتاً شاہ قاذن مرتاضن کے خلیفہ تھے لیکن یہ دیکھکر کہ انکی طرف رجحان کی وجہ سے مرشد کے صاحبزادہ شیخ ابوالفتح کو تکلیف ہوتی ہے وہ ان کے پاس پہنچ گئے اور ان سے مرید ہو کر خلافت حاصل کی، شیخ محمد غوث اپنے شجرۂ ارادت میں شیخ ابوالفتح کا نام نہیں لکھتے تھے جس سے ان کو سخت تکلیف ہوتی تھی، نصیرالدین محمد ہمایوں بادشاہ بھی شیخ حاجی حمید کا معتقد ہو گیا تھا ۹۶۸ھ/۱۵۶۰ء میں ان کی وفات ہوئی، مزار گوالیار میں ہے، ان کی کتاب معراج نامہ بہت مشہور ہے جس میں علمائے گجرات کے انکار کے قصے درج ہیں اور حقیقت حال اللہ ہی زیادہ جانتا ہے۔ (ماخوذ از اخبار الاخیار ص ۲۱۵ و خزینۃ الاصفیاء ج ۲ ص ۳۴۳)

وعالمیاں ملوک وسلاطین وقت مطیع ومنقاد ہوئے مگر ان کا یہ حال تھا کہ کوئی شخص مجلس عالی میں دنیا کا نام نہ لے سکتا تھا، گوالیار میں کچھ عرصہ قیام کیا تھا کہ مرض خیارک میں مبتلا ہوگئے اور چھ مہینے تک صاحب فراش رہے۔[1]

صحتیاب ہونے کے بعد قاضی رکن الدین اور قاضی خدا بخش کو حاجی حمید الدین کی خدمت میں روانہ کیا جب یہ لوگ وہاں پہنچے تو حاجی حمید الدین بہت مسرور ہوئے اور اسی وقت جبہ و دستار طلب کر کے اپنے دست مبارک سے دونوں حضرات کے سپرد کیا اور اپنی جانب سے شاہ محمد غوث (متوفی ۹۷۰ھ/۱۵۶۲ء) کے نام ایک فرمان لکھوا کر دستخط فرما کر قاضی رکن الدین کے حوالے کیا، صاحب مناقب غوثیہ نے فرمان مذکورہ کا یہ مضمون لکھا ہے:۔

"صحیح فی الدنیا والآخرہ بندگی حضرت شیخ المشائخ میاں محمد غوث متع اللہ المسلمین بطول بقائہ از ظہور شمس انصاری المقدسی مطالعہ فرمانید تمام احوال قابل شکر ہیں، "قل الحمد للہ دائما" معلوم روشن ہو کہ اس درویش کو بھی بیس رمضان سے ران کا درد ہوا تھا اور جو کچھ حال واحوال اور اقوال اس فقیر کا ظاہر و باطن تھا آں فرزند کو سونپ کر اپنا قائم مقام کیا بلکہ قالب کا حکم بھی تم شیخ المشائخ کے ہاتھ میں دیا چنانچہ اپنی موجودگی میں صندوق تیار کرا کر حاضران مجلس کو (تمہارے) آدمیوں کی موجودگی میں نصیحت کر دی ہے کہ ہم کو امانت رکھو قالب کا اختیار بھی فرزندم میاں غوث کو دیا۔ جس جگہ وہ قابل سمجھیں لے جائیں دوسرے یہ کہ آں فرزند کو اپنا قائم مقام کر کے جملہ خلفاء و مریدین کو حوالہ کیا جس کو آں فرزند

[1] مناقب غوثیہ اردو ص ۵۲ بحوالہ معارف ج ۹۰ عدد ۲ ص ۱۱۰۔

قبول کرے مقبول، اور جس کو مردود کرے مردود۔ اور جب وہ دستار اپنے حضور تمہارے آدمیوں کے سپرد کر دیا یقین کر لو کہ جو کچھ رنج و مشقت اس فقیر نے اٹھایا اور درگاہِ حق میں توکل پر ثابت رہا وہ سب اس فرزند کے واسطے تھا، یہ فقیر درخت کے سایہ میں مرقد کرے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور جو اس فقیر کے سفر کے بعد ہو گا وہ شیخ سکندر کی کتابت سے معلوم ہو گا۔ (مناقب غوثیہ اردو ص ۵۳-۵۴)

حاجی حمید الدین حضور کی وفات کے بعد شیخ سکندر نے جو مکتوب شاہ محمد غوث کے نام ارسال کیا تھا اور اس میں جو چشم دید واقعات بیان کیے تھے اس کو پڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ حاجی حمید الدین نے اپنی وفات کے بارہ میں جو کچھ فرمایا تھا حرف بہ حرف ثابت ہوا، مکتوب مذکور کے آخر میں شیخ سکندر تحریر فرماتے ہیں:

"اکیس [۲۱] ذی الحجہ کو ایک پاس شب باقی تھی کہ یکایک فرمایا" یارو اٹھو رحمت کا وقت ہے، اس درویش کو پھر حکم ہوتا ہے کہ آج چوتھا روز ہے کہ تمام انبیاء و اولیا تمہاری ملاقات کے منتظر ہیں شتاب آؤ" اور اس وقت چوڈول پر سوار ہو کر باہر آئے اور اپنے حضور میں قبر درست کرائی بعدہ اس چوڈول درخت کے سایہ کے نیچے لائے جو کوئی اپنا حال عرض کرتا فرماتے فرزندم میاں محمد غوث کے حوالہ کیا، یہاں تک کہ صبح صادق چمکی اور آپ سر سے پا تک چادر اوڑھ کر شغل مع اللہ کے ساتھ دار الفنا سے دار البقا کو رحلت فرما گئے۔ دیگر معروض کہ اس خاکروب آستانہ کو خاک روبی آستانہ کی خدمت پر نواز کر جامۂ خلافت عطا فرمایا ہے لیکن ثابت جب ہی ہو سکے گا جب آنحضرت قبول فرمائیں گے"۔ (مناقب غوثیہ اردو، ص ۵۵ بحوالہ معارف ج ۹۰ عدد ۲)۔

غرض حاجی حمید الدین حضور کی وفات کے بعد شاہ محمد غوث گوالیاری مسند خلافت پر متمکن ہوئے اور گوالیار میں قیام کرکے دور و نزدیک فیض رسانی کا سلسلہ شروع ہوا۔

خواجہ خانوں | شاہ محمد غوث گوالیاری کے زمانے میں گوالیار میں ایک اور بزرگ بھی قیام پذیر تھے جن کو خواجہ خانوں کے نام سے یاد کیا جاتا تھا صاحب فیضان ولایت کی ایک تحریر سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ خواجہ خانوں اور شاہ محمد غوث زندگی میں نہیں مل سکے، موصوف نے لکھا ہے:

"۹۴۰ھ میں مورخہ یکم جمادی الاول کو انھوں نے اپنے بڑے فرزند حضرت خواجہ بندگی احمد قدس اللہ سرہم سے ارشاد فرمایا کہ میں اب تم سے رخصت ہوتا ہوں بعد وفات میری تجہیز و تکفین حضرت محمد غوث گوالیاری کریں گے میں نے ان سے وعدہ کیا ہے کہ ملاقات ان کی ہماری اس وقت پر منحصر ہے"[1]

آخری جملے سے ظاہر ہے کہ زندگی میں دونوں بزرگوں کی ملاقات نہیں ہوئی اور خواجہ خانوں کے وصال کے بعد ان کی وصیت کے مطابق شاہ محمد غوث گوالیاری تشریف لائے اور خواجہ مرحوم کے صاحبزادگان کے ساتھ غسل دیا، تجہیز و تکفین فرمائی اس کے بعد نماز جنازہ بھی پڑھائی ۹۴۰ھ دوم جمادی الاول وقت چاشت تدفین سے فارغ ہوئے[2]۔

شیخ غوث نے طریقہ شطاریہ میں حاجی معمر حمید بن ظہیر شطاری کی خدمت میں برسوں باریاب رہ کر تربیت حاصل کی اور منصب مشیخت پر فائز ہوئے، بابر اور ہمایوں کو ان سے بہت اعتقاد تھا، شیر شاہ سوری نے تخت سنبھالنے کے بعد ہمایوں کے مصاحبوں کو قتل کرنے کا حکم دیا ان میں شیخ محمد غوث بھی تھے، شیخ غوث کو جب اس کا

۱و۲؎ معارف ج ۹۰ عدد ۲ ص ۱۱۶ بحوالہ فیضان ولایت ص ۱۸۔

علم ہوا تو آپ گجرات روانہ ہوگئے اور احمد آباد پہونچکر سارنگ پور نامی علاقہ میں رہنے لگے[1] شیخ کا قیام گجرات میں اٹھارہ سال رہا اس مدت میں کچھ وقت چانپانیر اور کچھ بھڑوچ میں بھی گذرا۔

شیخ کی تکفیر کا واقعہ گجرات آکر ایک رسالہ "معراجیہ" لکھا جس میں اپنی معراج کا ذکر کیا۔ جس کی بنیاد پر بہت سے علماء ان کے مخالف ہوگئے جن میں شیخ علی متقی پیش پیش تھے ان علماء نے ان کے کفر کا فتویٰ دیا، یہ سلطان محمود گجراتی کا زمانہ تھا محمود نے گجرات کے بڑے عالم شیخ وجیہ الدین علوی سے اس فتوے کے سلسلے میں رائے معلوم کی، شیخ وجیہ الدین شیخ غوث الدین کی روحانیت سے پہلے ہی[2] متاثر ہوچکے تھے اور ان کے مرید ہوگئے تھے چنانچہ جب سلطان محمود شیخ وجیہ الدین کی خدمت میں شیخ علی متقی کے فتوے کو لے کر حاضر ہوئے تو شیخ وجیہ الدین نے فتویٰ پڑھ کر پھاڑ دیا اور فرمایا کہ معراج نامہ میں جتنے واقعات درج کئے گئے ہیں وہ تو عالم خواب کے واقعات ہیں اور وہ لغو اور بے بنیاد ہیں عام لوگ انکا درجہ کیا جانیں وہ ایسے بڑے درویش ہیں کہ ان تک رسائی مشکل ہے وہ صاحب نسبت اور صاحب کشف و کرامات ہیں ان کا شمار اہل حال اور اہل قال میں ہے۔

شیخ وجیہ الدین نے نہ صرف فتویٰ کی مخالفت کی بلکہ ایک رسالہ لکھ کر بعض کتابوں

---

[1] تاریخ صوفیائے گجرات [2] معاصر ملا عبد القادر کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ وجیہ الدین شیخ متقی کے فتویٰ کی وجہ سے پہلی دفعہ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اور انکو دیکھکر ایسے متاثر ہوئے کہ فتویٰ چاک کر دیا (منتخب التواریخ ج ۳ ص ۴۴) اس لیے مقالہ نگار کا یہ بیان کہ شیخ وجیہ الدین شیخ غوث کی روحانیت سے پہلے ہی سے متاثر تھے لغزش قلم کا نتیجہ معلوم ہوتا ہے۔

سے مسئلہ تکفیر پر روشنی ڈالی پھر صوفیائے کرام کے احوال سے بحث کی کہ حالت سکر میں جو کچھ کہہ جاتے ہیں وہ قابل مواخذہ نہیں، شیخ وجیہہ الدین فرماتے تھے کہ کسی شخص کی ننانوے باتوں میں سے ایک بات بھی اسلام کی ہو تو اس کو مومن سمجھو اور کسی کلمہ گو اہل قبلہ کو کافر نہ کہو[1]۔

اس کے باوجود محققین کی رائے یہ ہے کہ شیخ محمد غوث گوالیاری کے افکار و معتقدات میں اور خصوصاً روحانی مجاہدات میں انکا واسطہ جوگیوں سے پڑا، ان کی کتاب جواہر خمسہ کے متعلق مولانا ابوالحسن علی ندوی لکھتے ہیں کہ:۔

"اس کی بنیاد زیادہ تر بزرگوں کے احوال اور اپنے تجربات پر ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ صحیح احادیث سے ثابت ہونے یا معتبر کتب شمائل وسیر سے اخذ کرنے کو ضروری نہیں سمجھا گیا اس میں نماز احزاب، صلوٰۃ العاشقین، نماز تنویر القبر اور مختلف مہینوں کی مخصوص نمازیں اور دعائیں ہیں جن کا حدیث و سنت سے کوئی ثبوت نہیں" جوہر دوم" میں اسمائے اکبریہ خاص شیخ کے جمع کیے ہوئے ہیں جن میں فرشتوں کے عبرانی و سریانی نام ہیں اور حرف ندا سے ان کو خطاب کیا گیا ہے جس سے استعانت بغیر اللہ کا شبہہ ہوتا ہے ایک دعائے الشیخ بھی آتی ہے جس میں عبرانی و سریانی اسماء حرف ندا کے ساتھ ہیں ساری کتاب کی بنیاد دعوت اسماء پر ہے ان اسماء کے موکل مانے گئے ہیں جو اس کی اصل ماہیت سے واقف ہیں حروف تہجی اور ان کے

---

[1] معارف:۔ مقالہ نگار نے یہاں تاریخ دعوت و عزیمت حصہ چہارم کا حوالہ دیا ہے دوسری کتابوں میں بھی اس کا ذکر موجود ہے لیکن انھوں نے جو تفصیل لکھی ہے اس کے بعض حصوں کا ذکر تاریخ دعوت و عزیمت اور دوسرے مراجع میں نہیں ہے۔

موکلوں کا بھی ذکر کیا گیا ہے[۱]

مریدین | شیخ محمد غوث کے سلسلۂ شطاریہ میں منسلک ہونے والوں میں علامہ وجیہ الدین کے علاوہ شیخ صدرالدین ذاکر، شیخ لشکر محمد، شیخ ولی محمد، شیخ علی شیر اور شیخ صبغۃ اللہ بھروچی جیسی عظیم شخصیات بھی ہیں جنھوں نے گجرات اور دکن میں اس سلسلہ کو خوب پھیلایا بلکہ شیخ صبغۃ اللہ تو اس سلسلہ کو لے کر مدینہ منورہ پہونچے اور بڑے بڑے مشائخ مدینہ نے ان سے اس کو حاصل کیا[۲]

خلفاء | ذیل میں حضرت شاہ محمد غوث گوالیاری کے خلفائے کرام اور ان کے وطن کا نام درج کیا جاتا ہے۔

۱۔ شیخ عبداللہ بن محمد غوث گوالیاری	گوالیار	۱۰۔ شیخ محمد شمس ذاکر	بڑودہ
۲۔ شیخ مبارک	”	۱۱۔ حبیب شطاری	”
۳۔ شیخ بدیع الزماں سمرقندی	”	۱۲۔ شیخ محمد اویس بن شاہ محمد غوث گوالیاری	احمدآباد
۴۔ شیخ نورالدین ضیاء اللہ بن شاہ محمد غوث	اکبرآباد	۱۳۔ شیخ اسمٰعیل	”
۵۔ شیخ عبداللہ صوفی	”	۱۴۔ محمد عاشق	سنبھل
۶۔ شیخ اکمل الدین برہان	برہانپور	۱۵۔ مولانا عبدالفتاح ناگوری	اجمیر
۷۔ شیخ لشکر محمد عارف	”	۱۶۔ شیخ محمد جمالی	سرہند
۸۔ شیخ سراج محمد بنیانی	”	۱۷۔ شیخ جلال واصل	کالپی
۹۔ شیخ صدرالدین	بڑودہ	۱۸۔ شیخ جیوہ عبدالحئی	بدولی

[۱] تاریخ دعوت و عزیمت حصۂ چہارم ص ۲۴۴ - ۲۴۵ [۲] تاریخ گجرات، تاریخ صوفیائے گجرات بحوالہ سفینۃ الاولیاء۔

۱۹۔ شیخ شمس الدین شیرازی بیجاپور

۲۰۔ شیخ احمد متوکل (اجین) مالوہ

۲۱۔ شیخ عالم " "

۲۲۔ شیخ منجھن سارنگ پور

۲۳۔ شیخ عمر سارنگ پور

۲۴، ۲۵۔ شیخ وجیہہ الدین علوی اور شیخ علی شیر بنگالی اعاظم خلفاء میں سے تھے[۱]

شطاری سلسلہ حضرت شیخ بایزید بسطامی کی طرف منسوب ہے[۲]۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ سلوک و تصوف میں دوسرے سلسلوں کے بزرگوں کے مقابلہ میں اس سلسلہ کے بزرگ زیادہ تیز اور سرگرم (شطار) ہوتے ہیں۔ یہ حضرات جنگلوں میں رہ کر سخت ریاضتیں کرتے تھے، ان کی طرف غیر معمولی افعال و تصرفات منسوب کیے جاتے تھے[۳]

۹۶۳ھ میں شیخ محمد غوث گوالیار تشریف لے گئے یہاں کچھ مدت قیام کے بعد اکبر کے زمانے میں آگرہ آئے مگر یہاں بھی علماء نے آپ کی مخالفت کی آخر آزردہ دل ہوکر واپس گوالیار تشریف لے گئے۔

تصانیف رسالہ معراجیہ کے علاوہ ان سے جواہر خمسہ، کلید مخازن، ضمائر و بصائر، کنز الوحدۃ، بحر الحیوۃ بھی یادگار ہیں۔

کنز الوحدۃ میں تحریر فرماتے ہیں کہ اہل ذوق کے نزدیک ایمان کی پانچ قسمیں ہیں، اول تکلیفی۔ یہ سب قسموں سے عام ہے اور کافر و مومن سب کو شامل ہے، دوم تقلیدی جو عام ہے اور ہر مومن میں پائی جائے گی چاہے وہ مقلد ہو یا محقق ہو۔ سوم استدلالی یہ قسم خاص ہے جو علمائے مومنین میں پائی جائے گی۔ چہارم حقیقی یہ اخص ہے اور یہ صرف

---

[۱] گلزار ابرار۔ معارف فروری ۱۹۸۳ء ص ۱۱۳ [۲] منتخب التواریخ ج ۳ ص ۴ [۳] رود کوثر ص ۳۸، نزہۃ الخواطر ج ۴ ص ۲۹۵۔

اولیاء میں پائی جاتی ہے، پنجم عینی یہ قسم اس شخص میں پائی جاتی ہے جو ولایت محمدیہ کے ساتھ مخصوص ہو اور اپنی آنکھوں سے احدیت مطلقہ کو دیکھتا ہو۔

دربار مغلیہ سے تعلق | مغلیہ دربار سے بھی شیخ غوث گوالیاری کے گہرے تعلقات رہے۔ تزک بابری میں ۹۳۶ھ/۱۵۲۹ء کے واقعات میں لکھا ہے کہ:

"محرم کی تیسری کو گوالیار سے شہاب الدین خسرو کے ساتھ شیخ محمد معظم گوالیری رحیم داد کی سفارش کرنے آئے، شیخ ممدوح ایک درویش و معظم آدمی ہیں ان کے فرمانے سے رحیم داد کی خطا معاف کر دی گئی"[1]

جلال الدین محمد اکبر بھی اپنے والد نصیر الدین محمد ہمایوں اور دادا ظہیر الدین محمد بابر کی طرح شاہ محمد غوث سے خاص ربط خاطر رکھتا تھا چنانچہ جب شاہ محمد غوث اکبر آباد تشریف لائے اور بیرم خاں و شیخ گدائی کے ناروا سلوک سے خاطر برداشتہ ہوکر واپس گوالیار گئے تو اکبر بادشاہ بیرم خاں سے آزردہ ہوگیا اس ربط خاص کا اس سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ بیرم خاں کی شہادت کے بعد وہ پھر اکبر آباد تشریف لے آئے اور یہیں انتقال فرمایا اور گوالیار میں دفن کیے گئے۔[2]

نور الدین جہانگیر بادشاہ بھی شاہ محمد غوث گوالیاری کے علوئے مرتبت کا قائل تھا، بارہویں جشن نوروز کے ذیل میں جو حالات لکھے ہیں اس میں شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی (م ۹۹۷ھ/۱۵۸۸ء) کے روضہ کی زیارت کے تاثرات کے ضمن میں شاہ محمد غوث گوالیاری کا بھی ذکر آگیا ہے کہ:

---

[1] بحوالہ ظہیر الدین محمد بابر مسلمان و ہندو مورخین کی نظر میں ص ۴۹۳ [2] معارف ج ۹۰ عدد ۲ ص ۱۲۳۔

"شیخ وجیہہ الدین شیخ محمد غوث گوالیاری کے ایسے بلند مرتبہ خلیفہ تھے جن پر خود مرشد کو فخر ہوتا ہے اور جن کی ارادت خود شیخ محمد غوث کی بزرگی پر دلیل ہے"[1]

شیخ غوث کے ایک بھائی بہلول بھی صاحب ارشاد وکرامت بزرگ تھے، ہمایوں کو ان سے عقیدت تھی مگر مرزا ہندال نے ان کو شہید کر دیا تھا۔ جہانگیر نے توزک میں لکھا ہے کہ وہ اہل محل کے ساتھ بیانہ کا قلعہ دیکھنے گئے شہنشاہ ہمایوں کے بخشی محمد نے جو انکے عہد حکومت میں اس قلعے کے قلعدار تھے وہاں صحرا کے رخ پر ایک عمارت تعمیر کی ہے جو نہایت بلند اور ہوادار ہے شیخ بہلول کا مزار بھی اس کے متصل ہے اور یہ مزار فیض وبرکت سے خالی نہیں ہے۔ شیخ بہلول شیخ محمد غوث کے بڑے بھائی تھے۔ انہیں اللہ تعالیٰ کے مختلف ناموں کے مختلف اثرات کے علم میں مہارت حاصل تھی، شہنشاہ ہمایوں ان سے نہایت درجہ کا ربط خاطر اور انتہائی عقیدت رکھتے تھے۔

جس زمانے میں ہمایوں نے بنگال کو فتح کر کے کچھ عرصہ وہاں قیام کیا تھا اسوقت ہندال مرزا شاہی حکم کے مطابق آگرے میں مقیم تھا اس نے بغاوت کا جھنڈا بلند کرتے ہوئے اپنے نام کا خطبہ جاری کیا جس کی اطلاع مختلف لوگوں کی عرضداشتوں کے ذریعہ شہنشاہ کو ملی اس نے اسے سمجھانے اور نصیحت کرنے کے لیے شیخ بہلول کو بھیجا تاکہ وہ اس کے باطل ارادے کو دور کر کے اسے خلوص واتفاق کی شاہراہ پر لے آئیں چونکہ بدخواہ فسادیوں نے مرزا پر سلطنت کا افسوں پڑھ کر پھونکا تھا اس لیے وہ اپنے باطل ارادوں سے دستبردار ہونے پر راضی اور دوبارہ اطاعت اختیار کرنے کی طرف راغب نہ ہوا بلکہ فسادیوں کی انگیخت پر شیخ بہلول کو چار باغ میں جو فردوس مکانی شہنشاہ بابر نے

---

[1] تزک جہانگیری اردو لاہور ج ا ص ۲۰۴۰۔

دریائے جمنا کے کنارے تعمیر کرایا ہے انہیں تہ تیغ کر دیا۔

محمد بخشی کو چونکہ شیخ سے عقیدت و ارادت تھی اس لیے ان کی میت کو قلعہ بیانہ میں لاکر دفن کر دیا[1]

وفات شیخ محمد غوث کی وفات[2] ۱۵ رمضان سنہ ۹۷۰ھ / ۱۵۶۲ء میں آگرہ میں ہوئی تھی جہاں سے ان کے جسد خاکی کو گوالیار لے جاکر دفن کیا گیا، یہیں مزار پر انوار ہے۔

محمد غوث سید قطب عالم چو در وصل خدا گردید موصول
بتاریخ وصالش گفت سرور محمد متقی سلطان مقبول[3]

طہارت و نظافت کا خیال شیخ میاں غوث محمد گوالیاری کو طہارت کا بڑا خیال رہتا تھا پانی کی پاکی میں بڑی احتیاط سے کام لیتے تھے اور اس کا برتن نہایت صاف رکھتے تھے ایسی احتیاط کرتے کسی اور کو نہیں دیکھا گیا انہیں غصہ بھی بہت آتا تھا چنانچہ شیخ عبدالوہاب فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ ہم شیخ حسین کے ہمراہ میاں غوث سے ملنے گئے تو انھوں نے ان کے مٹکے سے ایک آبخورے میں پانی لے کر پیا اور پھر اسے زمین پر رکھدیا یہ دیکھکر میاں غوث کو سخت غصہ آیا اور بلند آواز سے کہا ہائے ہائے تم نے آبخورے کو نجس کر دیا اتنا کہنا ہی تھا کہ شیخ حسین نے آبخورہ زمین پر دے مارا اور کہا کہ اگر یہ ناپاک ہوگیا ہے تو اسے توڑ دینا ہی اچھا ہے یہ سُن کر میاں غوث مسکراتے ہوئے شیخ حسین کی طرف بڑھے اور ان کو گلے لگا لیا۔ اس پر حاضرین میں سے کسی کو یہ خیال آیا کہ شیخ حسین نے

---

[1] توزک جہانگیری ص ۵۲۵ [2] محولہ بخزینۃ الاصفیاء میں یہی تاریخ درج ہے مگر پروفیسر محمد مسعود احمد نے کئی حوالوں سے ۱۴ رمضان تاریخ وفات لکھی ہے (معارف ج ۹۰ عدد ۲ ص ۱، ۹۹ا) [3] خزینۃ الاصفیاء ص ۳۱۸۔

آبخورہ توڑ کر اسراف کیا ہے یہ کیسے جائز ہو سکتا ہے؟ اس شبہہ کو دور کرنے کے لیے شیخ حسین نے فرمایا امام مالکؒ کا مذہب یہ ہے کہ مٹی کا برتن اگر ناپاک ہو جائے تو اس کو پاک کرنا ممکن نہیں ہے اس لیے اس کا علاج توڑ دینے کے سوا اور کچھ نہیں ہے[1]

---

[1] شیخ حسین مذکور شیخ عبدالوہاب کے دوستوں اور عزیزوں میں سے تھے شیخ عبدالوہاب فرماتے تھے کہ یہ عجیب حالت اور بلند ہمت کے مالک تھے، معمولی چیزیں بھی خریدتے تو ان کے پاس جو کچھ ہوتا وہ سب بیچنے والے کو دیدیتے خواہ وہ مظفری ہوتا یا روپیہ اور کبھی نہ سودا چکاتے اور نہ اسکی قیمت کا حساب کرتے۔

شیخ عبدالوہاب فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ ہم دریائے نربدا کو عبور کرنا چاہتے تھے لیکن دریا کے بیچ میں ایک شیر اپنی کچھار میں بیٹھ گیا تھا اس کی وجہ سے لوگ دریا میں آنے جانے سے پرہیز کر رہے تھے اور کنارے پر بڑی بھیڑ ہو گئی تھی یہ دیکھ کر شیخ حسین اپنے ایک ہاتھ میں چاقو لیکر اور دوسرے پر ایک چادر لپیٹ کر کچھار کے اندر گھس گئے اور شیر کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے لوگوں کے آنے جانے کا راستہ کھولدیا۔

ایک مرتبہ ایک آدمی اونچی جگہ نماز پڑھانے کے لیے کھڑا ہوا وسوسہ کی وجہ سے اس نے نیت کے الفاظ اتنی بار دہرائے کہ مقتدی پریشان ہو گئے اس پر شیخ حسین نے اس زور سے اس امام کے سینے پر ہاتھ مارا کہ وہ برابر کے پانی میں گر پڑا اور پھر اس کے دل میں کوئی وسوسہ باقی نہیں رہا، ایک مرتبہ ان سے ایک طالب علم احیاء العلوم پڑھ رہا تھا جسکی زبان میں سخت لکنت تھی عبارت پڑھتے وقت وہ عاجز اور مضطرب ہو جاتا تھا، شیخ عبدالوہاب کہتے ہیں کہ اس طالب علم کے ساتھ وہی برتاؤ کیا جائے جو شیخ حسین نے اس (بقیہ حاشیہ ص ۴۱۹ پر)

غوثیہ کتبخانہ | حضرت غوث محمد گوالیاری کی اولاد احمد آباد میں آکر آباد ہوئی تو اپنے ساتھ بزرگوں کے بہت سے تبرکات بھی لائی۔ جن میں کتابیں بھی تھیں ان میں ایک بزرگ فضل علی عرف بارک اللہ بڑے صاحب ذوق تھے، ان کے پاس ایک اچھا کتب خانہ بھی تھا جب تک اس خاندان میں علمی ذوق رہا کتب خانہ بھی تھا اس کے بعد برباد ہو گیا[1]

(بقیہ حاشیہ ص ۴۱۸) امام کے دلی وساوس دور کرنے کے لیے کیا تھا لیکن میں اس وجہ سے خاموش رہا کہ شاید اس کی ہمت رفتہ رفتہ شیخ حسین کے اثرات قبول کرلے گی (اخبار الاخیار ص ۶۲) [1] گجرات کی تمدنی تاریخ ص ۲۴۹۔

بزم صوفیہ

جس میں عہد تیموری سے پہلے کے صوفیائے کرام حضرت شیخ ابوالحسن علی ہجویریؒ، حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ، حضرت خواجہ بختیار کاکیؒ، حضرت قاضی حمید الدین ناگوریؒ، حضرت بہاء الدین ذکریا ملتانیؒ، حضرت شیخ صدر الدینؒ، حضرت بابا گنج شکرؒ، حضرت شیخ فخر الدین عراقیؒ، حضرت شیخ امیر حسینیؒ، حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ، حضرت بو علی قلندر پانی پتیؒ، حضرت برہان الدین غریبؒ، حضرت ضیاء الدین نخشبیؒ، حضرت شرف الدین احمد منیریؒ، حضرت جہانیاں جہاں گشتؒ، حضرت اشرف جہانگیر سمنانیؒ، حضرت خواجہ گیسو درازؒ اور حضرت عبدالحق توشہ رودولویؒ کے مستند حالات اور تعلیمات ایک بالکل نئے انداز میں پیش کیے گئے ہیں، ان بزرگان دین نے اپنے عہد میں مذہب، تصوف، اخلاق، معاشرت اور سیاست کو کس طرح سنوارا۔ اسکی تفصیل اس کتاب میں ملاحظہ فرمائیے۔ آخری ایڈیشن میں دو مفید ضمیموں (ملفوظات خواجگان چشت، ہندوستان میں وحدت الوجود کے مسئلہ پر ایک نظر) کا اضافہ بھی ہے جس کا مطالعہ تصوف کا مطالعہ کرنیوالوں کیلئے ضروری ہے۔

از سید صباح الدین عبدالرحمٰن — صفحہ ۷۲۳۔ قیمت ۱۱۵ روپیے